102331 ـ بیوی سے کہا اگر میں تجھے گھر واپس لاؤں تو تجھے طلاق

سوال

میرا اور خاوند کا جھگڑا ہوتا ہے اور مجھے وہ گھر سے نکال دیتا تو میں اپنا سامان اٹھا کر جانے کے لیے نکلتی ہوں اور خاوند نہیں چاہتا کہ میں گھر سے جاؤں تو وہ مجھے طلاق کی دھمکی دیتے ہوئے کہتا ہے:
" اگر تم گئی تو تمہیں طلاق " تو میں گھر سے نہ جاؤں تین بار ایسا ہو چکا ہے، آخری بار جب اختلاف ہوا تو میں نے اپنا سارا سامان اکٹھا کیا اور کہا: میں گھر سے چلی جاؤنگی تو وہ کہنے لگا:
میں تجھے تیرے میکے بھیج دونگا، لیکن اگر میں تجھے واپس اپنے گھر لایا تو تجھے طلاق، یعنی وہ مجھے اپنے گھر واپس نہیں لانا چاہتا تھا، تو میں چلی گئی.
میرا سوال یہ ہے کہ: اس قول کا حکم کیا ہے ؟ وہ مجھے اور میرے بچوں کو چاہتا ہے، لیکن میں اس قسم سے خوفزدہ ہوں آیا اس پر قسم کا کفارہ ہے، یا کہ میں کسی اور شخص کا انتظار کروں جو مجھے میرے گھر واپس لے کر جائے، یہ علم میں رہے کہ اس نے غصہ کی شدت کی بنا پر یہ نیت کی تھی کہ اگر وہ اسے اپنے گھر واپس لایا تو طلاق ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

مسلمان شخص کے لیے مشروع ہے کہ وہ میاں بیوی کے جھگڑے میں طلاق کے الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ اس کا نتیجہ اور انجام بہت خطرناک ہے، بہت سارے آدمی طلاق کے معاملہ میں کوتاہی برتتے ہیں، اور جب بھی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا طلاق کی قسم اٹھا لیتے ہیں.

جب بھی کسی دوست کے ساتھ جھگڑا ہو طلاق کی قسم اٹھا لی.... تو یہ کتاب اللہ کے ساتھ کھیل ہے، اور پھر یہ دیکھیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دینے والے شخص کو کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا شمار کرتے ہیں تو پھر جو شخص طلاق کو اپنی عادت ہی بنا لے اس کے متعلق کیا خیال ہو گا، کہ جب بھی وہ اپنی بیوی کو کسی چیز سے روکنا چاہتا ہو یا پھر کسی کام پر ابھارنا چاہیے تو طلاق کی قسم اٹھا لی ؟!

امام نسائی رحمہ اللہ محمود بن لبید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارہ میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم غصہ میں آ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

" کیا وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل رہا ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں! حتی کہ ایک شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اسے قتل نہ کر دوں ؟ "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کے رجال ثقات ہیں " ا ھـ

علامہ البانی رحمہ اللہ نے غاية المرام (261) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ لوگ جو ہر بڑی اور چھوٹی چیز میں اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ نکالتے ہیں بے وقوف اور کم عقل ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مخالف ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

" جو کوئی بھی قسم اٹھانا چاہتا ہے تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2679).

اس لیے جب مومن قسم اٹھائے تو اسے اللہ عزوجل کی قسم ہی اٹھانی چاہیے، اور پھر قسم کثرت سے نہیں اٹھانی چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو المآئدة (89).

اس آیت میں من جملہ تفسیر یہ گئی ہے کہ کثرت سے قسمیں مت اٹھاؤ.

رہا مسئلہ طلاق کی قسم اٹھانے کا مثلا: اگر تو نے ایسا کیا تو مجھ پر طلاق، یا تم ایسا نہ کرو مجھ پر طلاق، یا اگر میں نے ایسا کیا تو میری بیوی کو طلاق، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق اور اس جیسے دوسرے الفاظ کہنا تو یہ اس راہنمائی کے ہی خلاف ہے جس کی ہمیں رسول کریم صلی اللہ نے راہنمائی دی ہے " انتہی

ماخوذ از: فتاوی المراۃ المسلة (2 / 753).

دوم:

آپ کے خاوند کا یہ کہنا: اگر تم گئی تو تمہیں طلاق، یا میں تمہیں تمہارے میکے بھیج دونگا اگر واپس لایا تو تمہیں طلاق، یہ شرط پر معلق طلاق ہے، اس میں خاوند کی نیت کا اعتبار کیا جائیگا.

اگر خاوند کی نیت تھی کہ بیوی کے جانے کی صورت میں طلاق ہوگی، یا پھر واپس لانے کی صورت میں طلاق کی نیت رکھتا تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی.

اور اگر اس کی نیت طلاق نہ تھی بلکہ اس نے صرف آپ کو روکنا چاہا تھا تو اس کا حکم قسم والا ہے، اگر بیوی گئی یا وہ خاوند کو واپس لایا تو خاوند پر قسم کے کفارہ کی ادائیگی لازم آئیگی، اور اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" راجح یہی ہے کہ جب طلاق قسم کے معنی میں استعمال کی جائے مثلا کسی آدمی کا اس سے مراد کئی چیز پر ابھارنا یا پھر کسی چیز سے روکنا یا تصدیق کرنا یا تکذیب کرنا یا تاکید کرنا مراد ہو تو اس کا حکم قسم کا ہوگا.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں ؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، تحیقیق اللہ تعالی نے تمہارے لیے قسموں کو کھول ڈالنامقرر کر دیا ہے، اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی پورے علم والا حکمت والا ہے التحریم (1 ـ 2).

تو اللہ سبحانہ و تعالی نے تحریم کو قسم بنایا ہے، اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی "

اسے بخاری نے روایت کیا ہے.

اور اس شخص نے طلاق کی نیت نہیں کی، بلکہ قسم کی نیت کی ہے، یا پھر قسم کے معنی کی نیت کی، چنانچہ جب وہ اس کو توڑےگا تو اس کے لیے قسم کا کفارہ کافی ہوگا، یہی قول راجح ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (2 / 754).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے اپنی بیوی سے کہا: مجھ پر طلاق تم میرے ساتھ اٹھو، لیکن وہ اس کے ساتھ نہ اٹھی تو کیا اس سے

طلاق واقع ہو جائیگی ؟

کمیٹی کے علما کا جواب تھا:

" اگر تو اس کا مقصد طلاق دینا نہ تھا، بلکہ صرف بیوی کو اپنے ساتھ جانے پر ابھارنا مقصود تھا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، صحیح قول کے مطابق خاوند پر کفارہ لازم آ ئیگا.

اور اگر خاوند کا مقصد طلاق دینا تھا اور بیوی نے اس کی بات نہ مانی تو اسے ایك طلاق ہو گئی ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (20 / 86).

سوم:

اس لیے اگر خاوند کی نیت طلاق تھی جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے تو آپ کے خاوند کے اس قول " اگر میں تجھے واپس لایا " میں نیت دیکھی جائیگی اگر تو اس کا مقصد اور نیت یہ تھی کہ وہ خود نہیں لائیگا لیکن اس میں کوئی دوسرا آپ کی مدد کرے تو اس میں کوئی مانع نہیں، یا پھر آپ خود ہی واپس آ جائیں، تو آپ کو چاہیے کہ آپ کسی دوسرے کے ساتھ واپس چلی جائیں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی.

اور اگر آپ کے خاوند کا ہر حال میں طلاق کا مقصد تھا کہ چاہے وہ خود آپ کو لائے یا کوئی اور یا پھر آپ خود واپس آ جائیں تو ایك طلاق رجعی ۔ اگر یہ پہلی یا دوسری ہو ۔ واقع ہو جائیگی، اور دوران عدت خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے.

چہارم:

اگر آپ کے خاوند نے یہ بات غصہ کی حالت میں کی تھی تو پھر اس صورت میں غصہ کی شدت اور درجہ دیکھا جائیگا جیسا کہ سوال نمبر (45174) اور (82400) کے جواب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے.

واللہ اعلم .